سُورۃ التّین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۝

آیت ۵،۶ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ۝ ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ۝

شجرۂ فطرتِ انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے اور ہر ایک افراط وتفریط سے جو قوٰی حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزّہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۰ حاشیہ)

یہ تو ظاہر ہے کہ عالَمِ صغیر اور عالَمِ کبیر میں نہایت شدید تشابہ ہے اور قرآن سے انسان کا عالَمِ صغیر ہونا ثابت ہے اور آیت لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ اِسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ تقویمِ عالَم کی متفرق خوبیوں اور حُسنوں کا ایک ایک حصّہ انسان کو دیکر بوجہ جامعیت جمیع شمائل وشیون عالَم اُس کو احسن ٹھہرایا گیا ہے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳ حاشیہ در حاشیہ)

عربی میں آدمی کو انسان کہتے ہیں یعنی جس میں دو اُنس ہیں ایک اُنس خدا کی اور ایک اُنس بنی نوع کی۔ اور اِسی طرح ہندی میں اِس کا نام مانس ہے جو مانوس کا مخفف ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ انسان اپنے خدا سے طبعی اُنس رکھتا ہے اور مُشرکانہ غلطی بھی دراصل اسی سچے خدا کی تلاش کی وجہ سے ہے۔

(نسیمِ دعوت صفحہ ۲۳)

آدمِ کامل بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کا خدا سے سچّا اور پکّا تعلق ہو۔ جب انسان ہر ایک حرکت اور سکون حکمِ الٰہی کے نیچے ہو کر کرتا ہے تو انسان خدا کا ہو جاتا ہے تب خدا تعالیٰ انسان کا والی وارث

ہو جاتا ہے اور پھر اس پر کوئی مخالفت سے دست اندازی نہیں کر سکتا لیکن وہ آدمی جو احکام الٰہی کی پرواہ نہیں کرتا خدا تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۵ مورخہ ۱۰ ر فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

جب ہم انسان کو مہذّب دیکھتے ہیں تو کیوں اس کی جڑ تہذیب نہ بتائیں۔ قرآن شریف سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پیچھے وحشی بن گئے۔ مَیں کہتا ہوں کیا خدا تعالیٰ کو پہلا عمدہ نمونہ بنانا چاہیئے تھا یا خراب۔ اور اَوَّلُ الذِّلَّۃِ دُرْدٌ کا مصداق۔ خدا نے بُرا بنایا تھا اور پھر گھِس گھِس کر خود عمدہ بن گیا۔ خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور توہین ہے۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲)

خدا نے چاہا ہے کہ انسان خدا کے اخلاق پر چلے۔ جیسے وہ ہر ایک عیب اور بَدی سے پاک ہے یہ بھی پاک ہو۔ جیسے اس میں عدل، انصاف اور علم کی صفت ہے وہی اس میں ہو۔ اس لئے اس خلق کو احسن تقویم کہا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ جو انسان خدائی اخلاق اختیار کرتے ہیں وہ اِس آیت سے مراد ہیں اور اگر کفر کرے تو پھر اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ اس کی جگہ ہے۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۷ مورخہ ۶ ر مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۴۹)

انسان اگر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی وقف نہ کرے اور اس کی مخلوق کے لئے نفع رساں نہ ہو تو یہ ایک بیکار اور نکمّی ہستی ہو جاتی ہے۔ بھیڑ بکری بھی پھر اس سے اچھی ہے جو انسان کے کام تو آتی ہے لیکن یہ جب اشرف المخلوقات ہو کر اپنی نوع انسان کے کام نہیں آتا تو پھر بدترین مخلوق ہو جاتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ میں گرایا جاتا ہے۔ پس یہ سچّی بات ہے کہ اگر انسان میں یہ نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے اوامر کی اطاعت کرے اور مخلوق کو نفع پہنچاوے تو وہ جانوروں سے بھی گیا گذرا ہے اور بدترین مخلوق ہے۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۴ ر اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۳)

جب خدا تعالیٰ کسی ایسے دل کو دیکھتا ہے جس نے مخلوق کے لئے فائدہ رسانی کا مصمّم ارادہ کر لیا ہے تو وہ اسے کبھی ضائع نہیں کرتا۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ یہ بھی اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مخلوق کو فائدہ رسانی کے بعد اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے سے انسان پر یہ کلمہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ صادق آتا ہے اور اگر وہ نہیں کرتا ہے تو اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ہی میں ردّ کیا جاتا ہے۔ اگر انسان میں یہ باتیں نہیں ہیں کہ وہ خدا کے اوامر کی اطاعت کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچاوے تو پھر کتّے، بھیڑ، بکری وغیرہ جانوروں میں اور اس میں کیا فرق ہے۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۴ ر اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۳۴)

انسان کو ہم نے نہایت درجہ کے اعتدال پر پیدا کیا ہے اور وہ اس صفتِ اعتدال میں تمام مخلوقات سے احسن و افضل ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۴۷)